ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154

Volume.7, Issue.2 (2024)
(April-June)

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154

ساختیات وپس ساختیات نظریاتی مباحث

محمد عبداللہ رضا

قرۃ العین

ڈاکٹر رابعہ سرفراز

پی ایچ ڈی سکالر گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد

پی ایچ ڈی سکالر گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد

صدر شعبہ اردو گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد

Abstract

Criticism started clinch the epoch of Aristotle. Theorizing is of fundamental importance in the process of criticism. Structuralism is also a concept similar to Karl Marx's Marxism or communism, Darwin' evolution and Sigmund Fried's Psychoanalysis. Because a theory has several ideas behind itself as if it is an organized structure of many ideas and concepts. Ferdinand De Saussure presented the idea of Structuralism and introduced it as a linguistic concept. He was born at Geneva Switzerland in 1857 and died in 1913.the lectures that he delivered at the university of Geneva were published in book form by his two students Charles Bailey and Albert Shelley under the title 'The Course of Linguistic Study' in 1916 after three years of his death. French theorists introduced his theory in all subjects of social sciences including literature. furthermore, a theorist named Levi Strauss gave a formal impetus to his theory and applied it to literature.

Key word: Structuralism, code, Simbel, text, linguistics, Social Science

Introduction

تنقید کا باقاعدہ آغاز عہد ارسطو سے ہو گیا تھا۔ تنقید کے عمل میں نظریہ سازی کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ ساختیات بھی ایک ایسا ہی نظریہ ہے۔ جیسے کارل مارکس کا مارکسزم یا اشتراقی نظریہ یا ڈارون کا حیاتیاتی ارتقا اور فرائید کا تحلیل نفسی۔ ایک تھیوری کے پیچھے بہت سے نظریات کارفرما ہوتے ہیں۔ یوں سمجھ لیجیے۔ کہ ایک تھیوری بہت سے تصورات و نظریات کا منظم ڈھانچہ ہوتی ہے۔ ساختیات کے نظریہ کو سوسیر نے پیش کیا۔ اور اسے تصور لسان کی حیثیت سے متعارف کروایا۔ سوسیر ۱۸۵۷ میں جینوا میں پیدا ہوا۔ اور ۱۹۱۳ میں فوت ہوا۔ ۱۹۰۷ سے ۱۹۱۱ کے درمیان اس نے جینوا یونیورسٹی میں جو لیکچر دیے۔ جن کو اس کی وفات کے تین سال بعد اس کے دو شاگردوں چارلس بیلے اور البرٹ شیلے نے ۱۹۱۶ میں کتابی شکل بعنوان

"THE COURSE OF LINGUESTICS STUDY"

شائع کیا۔ فرانسیسی مفکرین نے اس لسانی نظریے کو ادب سمیت تمام سماجی علوم میں متعارف کروایا۔

مزید تیس پنتیس سال بعد لیوس سٹراس نامی مفکر نے اس نظریہ کو باقاعدہ تحریک دی۔ اور ادب پر اس کا اطلاق کیا۔

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.2 (2024)
(April-June)

ساختیات فارسی زبان کا لفظ ہے۔ بناوٹ، ترتیب اور ترکیب کو کہتے ہیں۔

structure انگریزی میں کہتے ہیں۔ جس کے معنی ڈھانچہ، ترکیب، بناوٹ کے ہیں۔

> ''ساختیات کا بانی سوس ماہر لسانیات فردی ناں سوسئیر ہے۔
> مگر ساختیات کی اصطلاح روسی اور امریکی ماہر لسانیات اور نقاد
> رومن جیکب سن نے ۱۹۲۹ میں سوسئیر کے طریق مطالعہ
> کے لیے استعمال کی۔ جیکب سن نے سوسیئر کے یک زمانی لسانی طریق
> ہی کو زبان کے مطالعہ میں برتا اور واضح کیا کہ ہمیں سائنسی طرز فکر
> کو اس کی موجودہ متنوع صورتوں کے ساتھ برتنا ہے۔ تو اس کے لیے
> Structuralism سے بہتر کوئی لفظ موجود نہیں۔''(۱)

ساختیات بنیادی طور پر احقیقت ک کے ادراک کا اصول ہے۔ یعنی حقیقت یا کائنات ہمارے شعور وادراک کا حصہ کس طرح بنتی ہے۔ ہم اشیأ کی حقیقت کو انگیز کس طرح کرتے ہیں۔ یا معنی خیزی کن بنیادوں پر ہے۔

ساختیات کی تین اقسام بیان کی جاتی ہیں۔

تعمیری ساخت۔

یہ بے جان ہوتیں ہیں۔ اس کی ہر اکائی اپنی الگ اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔ وہ الگ ہو کر بھی اپنی الگ شناخت اور پہچان رکھتی ہیں۔ جیسے دیوار۔ دیوار کی ہر اکائی مثلاً اینٹ، بجری، سیمنٹ وغیرہ الگ ہو کر بھی اپنی پہچان رکھتی ہے۔

نامیاتی ساخت۔

یہ جاندار ساخت ہے۔ یہ نشو نما پاتی ہے۔ اس کی اکائیوں کو الگ نہیں کیا جا سکتا۔ اگر الگ ہو بھی جائیں۔ تو ان کو ویسا بنایا نہیں جا سکتا جیسے وہ پہلے ہوتیں ہیں۔ مثلاً درخت کی شاخ یا اعضائے انسانی وغیرہ۔

ریاضیاتی ساخت۔

یہ تجریدی رشتے ہوتے ہیں۔ جو کہ اکیلے کچھ نہیں کرتے۔ ان کو سمجھنے کے لیے دال اور مدلول جن کے لیے انگریزی لفظ سیگنیفائر اور سیگنیفائیڈ بولا جاتا ہے۔

دال وہ نشان ہے۔ جو لکھا یا بولا جائے۔ وہ مہمل بھی ہو سکتا ہے۔ جبکہ مدلول وہ چھپا ہوا تصور ہے۔ جس کے لیے دال کو وضع کیا گیا ہے۔

جوناتھن کولر نے نشانات کی تین اقسام بیان کیں۔

۱۔ آئیکون جس کے مابین علت اور معلول کا تعلق ہو گا۔ ۲۔ انڈیکس ان میں مشابہت کا تعلق ہو گا۔ ۳۔ سائن میں من مرضی کا تعلق ہو گا۔

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.2 (2024)
(April-June)

بقول گوپی چند نارنگ

"عناصر میں رشتوں کا نظام جو نوعیت کے اعتبار سے تجریدی ہے

اور جو ارتباط و تضاد کے دوسرے تفاعیل کا حامل ہے۔اور جس کی

بدولت معنی قائم ہوتے ہیں۔ساخت کہلاتا ہے۔"(۲)

زبان کی ساخت سے مراد زبان کے مختلف عناصر کے درمیان رشتوں کا وہ نظام ہے، جس کی بنا پر زبان بولی اور سمجھی جاتی ہے۔سوسیئر کے ہاں لسانیات ایک وسیع تر علم نشانات کا حصہ ہے۔اس کے نزدیک نشانات کے نظام کی وجہ سے کائنات میں معنی خیزی ممکن ہے۔جس میں ہر شے باہمی رشتوں میں گندھی ہوئی ہے۔یہ رشتے دو طرفہ نوعیت کے ہیں۔یعنی ارتباط کے حامل بھی ہیں اور تضاد پر مبنی بھی ہیں۔رشتوں کے اس نظام(آئیکون،انڈیکس،سائن) کے تفاعل سے معنی قائم ہوتے ہیں اور اشیا کی پہچان ہوتی ہے۔

"سوسیئر نے الفاظ کو مخصوص اشارے قرار دیا اور ان کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے

جیسے ہم (سیگنیفائر)اشارہ کرنے والا اور (سیگنیفائیڈ) جس طرف اشارہ کیا گیا کہتے ہیں

یعنی کسی چیز کی علامت کو اب ایک اشارہ سمجھا گیا اور اس اشارے کو دو سمتوں میں

یعنی اشارہ کرنے والا اور جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے سمجھا گیا ہے۔علامت محض

نظام کے اندر رہ کر اشارے کے طور پر کام کرتی ہے اور یہاں اشارہ کرنے والے اور اس اشارے

کو وصول کرنے والے کے درمیان تعلق زبردستی پر مبنی ہوتا ہے،"(۳)

ساخت کا تصور چوں کہ تجریدی تصور ہے۔اس کی وضاحت آسان نہیں۔تاہم اس کے بنیادی نکتے کو ایک چھوٹی سی مثال کی مدد سے سمجھا جاسکتا ہے۔یہ مثال سگنل یا ٹریفک بتی کی ہے۔

ٹریفک بتی میں تین رنگ ہوتے ہیں۔سبز،سرخ اور زرد سبز سے "جایئے" سرخ سے "رکیے" اور زرد سے

"تیار رہیں" مراد لیتے ہیں۔یہ ان رنگوں کا عام مفہوم نہیں ہے۔

مختلف ثقافتوں میں مختلف رنگوں کے مختلف معنی ہیں۔سبز سے بالعموم زرخیزی اور نمو مراد لی جاتی ہے۔سرخ سے مسرت،شادمانی وغیرہ۔لیکن ٹریفک بتی میں ان رنگوں سے جو کچھ مراد لیا جاتا ہے۔وہ ان معنی سے بالکل ہٹ کر ہے۔گویا سرخ،سبز اور زرد رنگ فی نفسہ کوئی معنی نہیں رکھتے۔یہ معنی دراصل اس رشتے سے پیدا ہوتے ہیں۔جو یہ رنگ ٹریفک بتی میں آپس میں رکھتے ہیں۔اور یہ رشتہ ربط کا بھی ہے اور تضاد کا بھی۔یعنی سرخ،سبز اور زرد ایک رشتے میں گندھے ہوئے تو ہیں ہی۔لیکن یہ تینوں ایک دوسرے سے تضاد بھی ہیں۔ٹریفک بتی کے ان تینوں رنگوں میں آپس میں جو رشتہ ہے۔اور اس رشتے کے نظم کی جو تجریدی فارم ہے۔رشتوں کا یہ نظم یا ان کی تجریدی فارم ساخت ہے۔

دوسروں لفظوں میں اس نظام میں کوئی بھی نشان،آزادانہ معنی نہیں رکھتا،بلکہ وہی معنی دیتا ہے۔جو اس معنیاتی نظام کے اندر اس کو حاصل ہے۔لہٰذا نشان اور معنی کا رشتہ من مانا یا خود ساختہ ہے۔

ساختیات کو سادے الفاظ میں یوں بیان کیا جاسکتا ہے کہ یہ مظاہر کا تجزیاتی مناجیات/طریق عمل کا علم یا سائنس ہے۔اس کا بنیادی مکالمہ "انسانی مظاہر" سے ہی ہوتا ہے۔ساختیات کے مظہر میں ثنوئی اختلافات کا نظام موجود ہوتا ہے۔جس میں افتراقات کا مطالعہ اور تجزیہ کیا جاتا ہے اور ساخت سے معنویت/معنیات اخذ کی جاتی ہیں۔جو اصل میں فکر کا طرز نظر اور رسائی ہوتی ہے۔اس

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.2 (2024)
(April-June)

نظریے کو سب سے پہلے ارسطو نے چھیڑا۔یوں بھی کہا جا سکتا تھا کہ فارسی زبان میں اسم 'ساخت' کے ساتھ فارسی قواعد کے مطابق 'ی' لاحقی نسبت اور 'ات' بطور لاحقی جمع مونث لگانے سے 'ساختیات' بنا۔اردو میں فارسی سے ماخوذ ہے اور بطور اسم استعمال ہوتا ہے۔ادبی تخلیق کی پرکھ یا تنقید کی ایک شاخ جس میں الفاظ و تراکیب کی حرفی و نحوی ساخت کو بہت اہم خیال کیا جاتا ہے۔

تخلیقی اظہار کا مطالعہ:

''ساختیات کا تعلق کسی تخلیق کی ظاہری ساخت یا بناوٹ

سے نہیں ہوتا بلکہ موضوعی سطح پر جو تخلیقی اظہار ہوتا ہے اس کا مطالعہ

ساختیات کرتی ہے۔ تخلیق کا ظاہری ڈھانچہ اور لسانی رنگ و روپ

اور اس کی ہیت سے ساختیات کا کوئی علاقہ نہیں۔''(۴)

ساختیاتی تنقید ہمارے یہاں لسانی ماڈل کے حوالے سے روشناس کروائی گئی۔خاص کر لیوی اسٹروس کے بشریاتی ماڈل کو لے کر ہمارے یہاں اسی ماڈل کے حوالے سے ادب کو پرکھنے کی کوشش کی گئی۔یہ کوشش نہایت ہی احمقانہ تھی۔کیونکہ اسٹروس کے بشریاتی ماڈل کو سمجھنے سے پہلے اس کے ریاضیاتی پس منظر سے آگاہی ضروری ہے۔ہمارے یہاں نقادوں کے سامنے جہاں ریاضی کی بات ہوتی ہے تو ہمارے نقاد صاحبان کے قلم ٹھہر جاتے ہیں اور ''ذہن'' سوچنے سے صاف انکار کر دیتا ہے۔

''رونالڈ باتھ نے لکھا تھا۔کہ ساختیات کوئی دبستان فکر نہیں ہے۔اور نہ ہی کوئی تحریک ہے۔

،اس کے کئی روپ ہیں۔خاص کر اس کو علم تشریح یا قواعدیات سے

منسلک کیا جاتا رہا۔یہ بھی خیال کیا جاتا رہا ہے کہ ساختیات متن کے اندر ہی رہتی ہے۔

اس سے باہر نکلنے کی اس میں جرات نہیں۔''(۵)

دوسری بات یہ کہ ان نقادان فن نے لسانیات اور ادب کو ایک دوسرے سے غلط ملط کر کے جس قسم کا بھونڈا انداز اپنایا ہے اس سے اردو تنقید کو نقصان پہنچا ہو یا نہ ہو مگر ان کے غیر تخلیقی اور غیر تنقیدی ذہن کے بیچ پن کی قلعی ضرور کھل گئی۔

موضوعات:

یہ امر اپنی جگہ مسلمی ہے کہ ساختیات کا علم صرف لسانیاتی علم (حوالہ) ہی نہیں بلکہ عمرانیاتی،بشریاتی،طبعیاتی،نفسیاتی،حیاتیاتی،حیوانیاتی،نباتاتی،ریاضیاتی،شماریاتی اشارہ فہمی کے علوم بھی ساختیات کے اہم موضوعات ہیں۔مگر جب اردو کے حوالے سے ساختیات کی بات کی جائے تو نقاد کے لیے ضروری ہے کہ وہ کم از کم ثقافتی بشریات اور نظری عمرانیات کے موضوع پر تھوڑی بہت نظر رکھتا ہو۔یوں تو روایتی طور پر ہمارے تمام تنقیدی ڈھانچے تاثراتی ہیں۔مگر ساتھ تھوڑی سی عملی تنقید بھی لکھی گئی یا مفروضے تشکیل دے کر یا نظریاتی حوالے سے ادبی تخلیقات کو پرکھا اور جانچا گیا اور یوں فن ان تنقیدی تحریروں سے غائب ہو گیا اور نظریئے کی بازگشت ہر طرف سنائی جانے لگی۔

ہر ادب میں ساختیاتی عنصر ملتا ہے دنیا میں ایسی کوئی تخلیقی اور علمی تحریر نہیں جو اپنی ساختیاتی جواز نہ رکھتی ہو۔یہ ناممکن ہے لسان و زبان،جمالیات،تشبیہات،استعارے،علامات،فلسفیانہ متن،معاشرتی اور سیاسی بے چینی اور تخلیق کار کی ذاتی واردات اپنے ساختیات پیکر میں قارئین کے ذہن میں نہ آتے ہوں۔

اصل معنی تک رسائی:

GUMAN
ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.2 (2024)
(April-June)

ساختیات اپنے سابقہ نظریات کے رد عمل میں ایک ایسا تنقیدی نظریہ ہے جو فن پارے کے سطحی معنی یا ہئیت کو موضوعِ بحث بنا کر مصنف کی ذات کو مرکزیت عطا کر کے فن پارے کو وحدانی اور مستقل معنی پہنانے پر اصرار کرتی ہے۔ ساختیات نہ صرف چھپے ہوئے الفاظ تک خود کو محدود رکھتی ہے بلکہ متن کے اندر چُھپے معنی اور معنیاتی نظام کا گہرائی و گیرائی کے ساتھ مطالعہ کرتی ہے۔ یعنی زبان کی سطحی واقفیت سے تفہیم کے تقاضے پورے نہیں ہوتے ہیں بلکہ متن کے اصل معنی تک رسائی حاصل کرنے سے ہوتے ہیں اور یہ تب ہی ممکن ہے جب متن مصنف کے معنوی امکانات اور زبان کے تمدنی انسلاکات کے علم سے آگہی رکھتا ہو تب جا کے متن کی نچلی تہوں میں چُھپے معنی تک رسائی حاصل کرنے میں کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔ ساختیاتی مطالعہ کی انتہا شعر و ادب کی شعریات کا مطالعہ نہیں بلکہ شعریات کی تلاش و جستجو میں مضمر ہے جس سے متن کے اُس معنیاتی نظام سے شناسائی ہوتی ہے جس سے معنی متشکل ہوتے ہیں۔

ثقافتی تناظر میں تجزیہ:

ساختیاتی تنقید میں فن پارے کا تجزیہ ثقافتی تناظر میں ہوتا ہے۔ کیوں کہ ساختیاتی نقادوں کا ماننا ہے کہ فن پارہ اپنے دور کی ثقافتی معاشرتی نظام کا مظہر ہوتا ہے لہٰذا فن پارے میں جو زبان تشکیل پاتی ہے اُس کے معنیاتی نظام کو سمجھنے کے لیے اُس کے ثقافتی تناظر میں جھانکنا ضروری ہے کیونکہ فن پارہ خود مختار اور خود مکتفی یا خود کفیل نہیں ہوتا ہے۔ ساختیاتی تنقید کے نظریے کے مطابق فن پارے میں پہلے سے ہی طئے شدہ معنی نہیں ہو سکتے ہیں بلکہ فن پارے کے متن کا گہرائی سے مطالعہ کرنے کے بعد قاری کی ذہنی ساخت فن پارے کو معنی عطا کرتی ہے۔ اس طرح ساختیات سوسئیر کے نظریہ لسان کے قریب ہو جاتی ہے جس کے مطابق اشیاء بذات خود کوئی معنی نہیں رکھتے ہیں بلکہ انسان اُن کے لئے معنی خلق کرتا ہے۔

> ''ساختیات ثقافتی نظام کی تفہیم بھی کرتی ہے۔ جو تخلیقی تحریروں کے
>
> پس منظر میں رواں دواں ہوتی ہے۔ فرد یہ جاننا چاہتا ہے۔ کہ ماحول
>
> اور ثقافت میں کئی مصنوعی نمونے، مزاج اور رویے سر گرم عمل ہیں، ان کا سوراغ
>
> لگاتا ہے۔ اس جستجو کا یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ روایت کو کھنگالتے ہوئے تحریر میں کئ
>
> نیے مزاجوں ک اانکشاف ہوتاے۔ نئ تخلیقی معنویت کا اظہار ہوتا ہے۔''(۶)

دراصل ساختیات میں نظام کو اہمیت دی جاتی ہے، وہ نظام جس کی وجہ سے مختلف عناصر اس کا حصہ بنے ہوئے ہیں۔ ساختیاتی تنقید کے مطابق نقاد کا کام یہ نہیں ہے کہ وہ تخلیق کے معنی یا پیغام کی تشریح کریں یا معانی کو از سر نو دریافت کرے بلکہ اس نظام کی ساخت کا تجزیہ کریں، جس سے معانی کا انشراح ہوا ہے۔ بعینہٖ جیسے ماہر لسانیات جملے کے معنی کو نشان زد کرنے کا ذمہ دار نہیں ہے۔ اُس نے تخلیق کو رشتوں کا ایک ایسا سلسلہ قرار دیا ہے جس میں معنی کا کوئی خزانہ چھپا نہیں ہوتا کہ جسے پڑھنے والا دریافت کر لے بلکہ معانی کا عمل قاری کی قرات کے عمل سے پیدا ہوتا ہے۔
ساختیات کسی ایک جزو یا مرکزے کی جگہ پورے نظام کو زیر بحث لاتی۔ اسی طرح ایک عام سی مثال ہے کہ عمر کے ساتھ ساتھ انسانی چہرہ تبدیل ہو جاتا ہے لیکن زیر سطح اُس کے خدوخال موجود رہتے ہیں۔ اس سے بہتر مثال یہ ہے کہ ندی کا پانی کناروں میں محبوس ہو کر اچھلتا کودتا ہر دم تبدیل ہوتا رواں دواں رہتا ہے مگر اس کے بنتے بگڑتے پیٹرن کے اندر ہر ندی کی وہ ساخت سدا موجود رہتی ہے جس کے مطابق ندی کی اچھل کود کا یہ پیٹرن وجود میں آیا تھا تاہم کناروں کا بہر حال ایک وجود ہوتا ہے جبکہ ساختیہ کے کنارے ایک غیر مرئی وجود کی حامل ہیں۔ ساختیات کسی ایک پہلو پر غور کرنے کی بجائے کل کو اہمیت دیتی ہے۔ یعنی کلیۃ کے فارمولے پر عمل پیرا ہے۔ جس میں مرکزہ کی اہمیت کی بجائے پیٹرن پر زور دیا جاتا ہے۔ ساختیات تخلیق کی کلیت کے ساتھ مطالعے میں قاری کو بھی تخلیق کا شریک کار کر دیتی ہے۔ سوساءٹی مرکزے کے گرد افراد کے طواف کا نام نہیں ہے، بلکہ وہ تو ایک ایسی شے ہے جس میں مثبت اور منفی نوعیت کی لہریں سدا ایک دوسرے سے ٹکراتیں اور نئے نئے روابط میں متشکل ہوتی رہتی ہیں۔ ہمارے اکثر ناقدین اور دانشور ساختیات کو ایک بے معنی گورکھ دھندا قرار دیتے ہیں جس کی خاص طور پر اردو ادب میں کوئی گنجائش نہیں اور نہ اسے اردو ادب میں والہانہ انداز میں خوش آمدید کہا گیا ہے۔

پس ساختیات:۔

پس ساختیات کو رد عمل کہا جا سکتا ہے ساختیات کا۔ ساختیات کہ جس میں محض لفظ کے معنی کی وحدانیت ہی حقیقت قرار پاتی ہے۔ جبکہ

"پس ساختیات میں لفظ کے طے شدہ معنی کی مخالفت ہے۔
کیوں کہ یہ معنی کی روح کو مردہ بناتی ہے۔اصل معنی وہ ہیں جو قاری متن
سے حاصل کرتا ہے۔یعنی ظاہری معنی اصل نہیں ہوتے۔
اس کے بانی رولاں بارتھ ہے۔"(۷)

پس ساختیات میں کسی بھی متن کو آزادانہ طور پر پڑھا جاتا ہے اور ادب کو لا محدود سطح پر پیش کیا جاتا ہے۔یعنی متن اپنے لکھے ہوئے معانی سے آگے کے معانی بھی بیان کرتا ہے اور ایسے معانی کی تلاش ہی پس ساختیات کا مقصود ہے۔یعنی متن میں پرت در پرت معانی تلاش کرنا۔ لہذا اس کے مطابق کسی بھی متن کو بند متن نہیں سمجھا جاتا۔یہ ہی وجہ ہے کہ "ٹی-ایس-ایلیٹ" جو کہ مغربی نقاد ہے ساختیاتی نقادوں کو لیموں نچوڑوں کا دبستان قرار دیتا ہے۔دیکھا جائے تو یہ درست بھی ہے آخری قطرہ تک رسائی یعنی آخری معانی تک رسائی کی کوشش کی جاتی ہے۔

زبان متغیر ہے—یہ ہر لمحہ تبدیل ہو رہی ہے۔

"پس ساختیات میں معنی کی وحدت کی بجائے تفریقییت کی
راہ ہمیشہ کے لیے کھل گئی اگرچہ باقی تصورات وہی رہے۔لیکن سمت
بدل گئی۔ معنی کی وحدت کے تصور کی بدولت ساختیات ایک سائینسی پروجیکٹ
تھا۔اس کی تمام تر توقعات سائینسی تھی۔معنی کی وحدت کے
چیلنج ہونے سے سائینسی توقعات بھی چیلنج ہو گئی۔"(۸)

اس میں نئے الفاظ بن رہے ہیں۔ساختی تبدلیاں ہو رہی ہیں۔لفظ نثر اور نظم دونوں کا موضوع ہے۔الفاظ سے جملے بنتے ہیں۔ہر زبان کی گرائمر کے قوانین ان جملوں کی ترتیب مرتب کرتی ہے۔ ساختیات ان تبدیلیوں کا جائزہ لیتی ہے جو وقت کے ساتھ ساتھ الفاظ میں یعنی زبان میں مرتب ہوتی ہیں۔

فرق:

فرق دونوں میں یہ ہے کہ ساختیات لفظ کی ساخت سے بحث کرتی ہے جب کہ پس ساختیات معنی سے بحث کرتی ہے اور اس سے ادراک میں مدد دیتی ہے۔

ساختیات و پس ساختیات کا یہ سفر ہمیشہ جاری رہے گا کسی زبان کے انہدام کی صورت میں کوئی نئی زبان وجود میں آئے گی جس میں اس علاقے کے باشندے اپنا مافی الضمیر بیان کریں گے اور ساختی تبدیلیوں کا یہ عمل جاری و ساری رہے گا۔

حوالہ جات

۱۔ گوپی چند نارنگ، ساختیات، پس ساختیات اور مشرقی شعریات، دہلی: عفیف پرنٹر، ۱۹۹۳، ص ۴۱

۲۔ایضا

۳۔ سہیل احمد، ساختیات، تاریخ، نظریہ اور تنقید، دہلی: تخلیق کار پبلشرز، ۲۰۰۰، ص ۱۲۹

۴۔ایضا

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154

Volume.7, Issue.2 (2024)
(April-June)

۵۔ایضا،ص ۴۷

۶۔ایضا،ص ۴۳

۷۔۔گوپی چند نارنگ، ساختیات، پس ساختیات اور مشرقی شعریات، دہلی: عفیف پرنٹر، ۱۹۹۳، ص ۵۵

۸۔۔ایضا،ص ۵۷